بندگی کے بعد بھی

حمد و نعت

ثروت زیدی
بھوپالی

دین حق کی روشنی ہے روشنی کے بعد بھی
بندگی ہی بندگی ہے بندگی کے بعد بھی

بسم الله الرحمن الرحيم

12871

۷۸۶

بندگی کے بعد بھی

از

ثروتؔ زیدی

بھوپالی

ناشر

پرنٹ -و- شاپ، بھوپال

کتاب	:-	بندگی کے بعد بھی
شاعر	:-	ثروت زیدی (بھوپالی)
تعلیم	:-	بی.اے.ایل.ایل.بی.(ایڈوکیٹ)
غیر ملکی سفر	:-	سعودی عرب، انگلینڈ، ڈنمارک سیریہ، بحرین، سوئڈن (مالمو)، پاکستان
ترتیب وتدوین	:-	نیلوفر اکبر آبادی (آگرہ)
قیمت	:-	۱۰۰/روپے
سن طباعت	:-	۲۰۱۱-۲۰۱۰ء
تعداد	:-	۵۰۰
کمپوزنگ	:-	ولی اللہ ولی، یو.پی.کمپیوٹر، بھوپال Mob.:9826359471
طباعت	:-	پرنٹ-و-شاپ، بھوپال Mob.:9826571644
سکونت مصنف	:-	۱۲/مسجد سدامیاں، نزد جہانگیریہ اسکول، بھوپال

Mob.: 9713452003
E-Mail:- Zaidi_Sarwat@hotmail.com
8815086698

تحقیق

ڈاکٹر جمیل جالبی نے اپنی کتاب تاریخ اردو ادب (جلد دوم حصہ اول) میں تحریر فرمایا ہے کہ "عاشور نامہ جو ۱۶۸۸ء میں روشن علی روشن نے لکھا تھا ان کا تعلق سارنگپور مالوہ سے تھا جو بھوپال اور اجین کے درمیان واقع ہے۔ اسی سارنگپور کے محلے سیدواڑی اور قاضی واڑے سے میرے خاندان کا تعلق ہے۔

ثروت زیدی
بھوپالی

انتساب!

والدِ محترم حافظ سید علی کوثر زیدی

اور

تبلیغ اسلام کے بے لوث رہنما

محترم عزیز الدین فاروقی صاحب (اجو بھائی) کے نام

ثروتؔ زیدی

بھوپالی

حمد و نعت و منقبت اور مرثیے
حق نے ماہِ فکر و فن روشن کیے

☆

جب آفتابِ لطفِ پیمبر چمک اٹھا
ذرہ بھی مثلِ ماہ منور چمک اٹھا

نذرانہ محبت

محترم رضا رامپوری صاحب (مرحوم)

جن کی استادانہ صلاحیتیں اور نعت گوئی ضرب المثل مانی جاتی ہے۔

اور

محترم حسنات صدیقی صاحب مرحوم

کی رہبرانہ صلاحتیں اور قوم پرستی مشعل راہ ہے۔

اور

محترم غفران بیگ صاحب مرحوم (رینجر)

جو دینی تشخص اور ایمانداری کا پیکر تھے۔

اور

حضرت مولانا خالد انصاری صاحب مرحوم

جو آقائے نامدار کی سیرت پاک کے بہت بڑے محقق اور مقرر تھے جن کے تذکرے اپنے بزرگوں سے سن کر ہم فیضیاب ہوئے۔

☆☆☆

اظہار تشکر

محترم اجمل نقشبندی صاحب کے نام
جو حمد باری تعالیٰ اور نعت رسول پاک کہنے میں یکتائے روزگار ہیں
جن کی تقریباً ایک درجن نعتیہ کتب منظر عام پر آچکی ہیں۔

دُعائیہ

اُردو کے تقریباً تمام شعرائے کرام نے رسولِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم کو منظوم خراجِ عقیدت پیش کرنے کی سعادت حاصل کی ہے۔ یہاں تک کہ سیکڑوں غیر مسلم شعراء نے نبی اُمّی پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہِ رفیع میں عقیدت و محبت کا منظوم نذرانہ پیش کیا ہے اور نعت نگاری کا فریضہ انجام دیا ہے۔ حق تو یہ ہے کہ اُردو شاعری کا آغاز ہی نعت نگاری سے ہوا۔ اس ضمن میں ڈاکٹر طلحہ رضوی برقؔ رقم طراز ہیں۔

''اُردو کو دیگر زبانوں کے درمیان یہ اعزاز وافتخار حاصل ہے کہ یہ اپنی پیدائش کے وقت سے ہی مومنہ اور کلمہ گو رہی ہے۔ صوفیائے کرام اور مبلغین اسلام کے ہاتھوں دین متین کی ترویج واشاعت کے لیے یہ پروان چڑھی اور شروع ہی سے اس کی توتلی زبان پر حمد و ثناء نعتِ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم جاری ہوگئی،،

پروفیسر ڈاکٹر ریاض مجید لکھتے ہیں :

''اُردو نعت کا آغاز بھی اُردو زبان کے ساتھ ہوا۔ اُردوئے قدیم میں صوفیائے کرام کی جکریاں اور دوسری مذہبی تصانیف اس امر کی گواہ ہیں کہ اُردو نعت کے ماخذ کا ادبی ورثہ بھی وہی ہے جو اُردو زبان کا ہے۔''

عرض مُدّعا یہ ہے کہ نعت اُردو کی قدیم ترین صنف میں طبع آزمائی کی ہے اور آج بھی یہ سلسلہ جاری ہے۔نعت گوئی انتہائی مشکل صنف سخن ہے اس وادی میں قدم قدم احتیاط اور قلم قلم احترام کی ضرورت ہوتی ہے ۔یہاں عقیدت کو ہر گام سنبھالنا پڑتا ہے کہ یہی ارادت ذرا بے راہ ہو جائے تو توصیف ،توہین بن جاتی ہے اور مدح نگار ایمان ایسی دولت سے یوں محروم ہو جاتا ہے کہ اُسے احساس تک نہیں ہوتا۔احتیاط واحترام کے یہ تقاضات اگر پورے ہوں تو شاعر کامران ہوتا ہے۔اور نعت کے اشعار جذب اور شوق، واقعیت کی انگلی تھام کر اترتے چلے جاتے ہیں۔تاریخی حقائق ،سادگی کے پیراہن میں مسکرانے لگتے ہیں۔حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ظاہری حُسن ،ان کی سیرت کے تقدس سے ہم آغوش ہو کر گویا غازۂ جاں کی بدولت چہرۂ گلگوں نظر آنے لگتا ہے۔ایسی نعتوں کو پڑھ کر والہانہ جذبوں کو توانائی اور حکیمانہ بصیرتوں کو رعنائی ملتی ہے اور ایسی مدحتوں میں رنگ ونور اور سُرور وکیف کی ایک کہکشاں جھلملاتی محسوس ہوتی ہے۔

ثروتؔ زیدی بھوپالی خصوصاً غزل کے شاعر ہیں۔مگر حمد ونعت ومناقب کو بھی انہوں نے پیرایۂ اظہار بنایا ہے۔انہیں نہ صرف رسول گرامی وقار صلی اللہ علیہ وسلم سے ہر اُمتی کی طرح بے پناہ محبت ہے بلکہ اہلِ بیت اور اولیائے کرام کی عقیدت مندی سے بھی ان کا سینہ سرشار نظر آتا ہے۔آپ جب سعودی عرب

تشریف لائے تو غزلیہ شاعری کے ساتھ ساتھ مدحیہ شاعری سے بھی شغف رہا۔ افراط اور تفریط سے بچنے کے لیے اپنے پاکیزہ خیالات اور احساسات کی بنا پر میرے بہت ہی قریب آ گئے۔ وجدانؔ کے علاوہ مضامین کی انفرادیت بھی ان کی شاعری کا خاصہ ہیں۔ انہیں چند باتوں کے عوض یہ قربت، شاعری کی بنیاد بن گئی۔ مذہبی شاعری میں احترام واحتیاط کی تمام شرائط سے انہیں آگاہ کرنا میرا دینی فریضہ بن گیا۔ اور اس طرح احیائے سیرت کی راہیں ہموار ہوتی چلی گئیں۔

میں ثروتؔ زیدی بھوپالی کے نعتیہ مجموعہ کلام کی کامیابی کے لیے بارہ گاہِ رب العزت میں دعاگو ہوں کہ یہ مقبولِ بارگاہِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہو اور بارگاہِ امامؑ میں بھی اسے پذیرائی ملے۔ آمین۔

مدحتوں کی شاعری ثروتؔ کا ہے حسن و کمال
ہے یہی حُسنِ عمل دونوں جہاں میں کامیاب
ہے دُعائے خیر اجملؔ اس کا ہدیہ شاندار
مہکے یہ کارِ عظیم الشان بھی مثلِ گلاب

اُن کی مدحیہ شاعری کے نمائندہ اشعار ملاحظہ ہوں :

دیوار و در سے نور کی خوشبو اُبل پڑی
جس گھر میں بزمِ نعت تھی وہ گھر چمک اُٹھا

☆

خدا کے سامنے سر کو جھکا کے تذکرے کرنا
محمد مصطفیٰ صلِ علیٰ کے تذکرے کرنا

☆

بیٹھے بیٹھے ہی طوافِ کعبہ میں نے کرلیا
مسجد نبوی میں ایسی بے خودی چھائی کہ بس

☆

مناقب میں اُن کا لہجہ بھی ملاحظہ فرمائیں

ہماری بچیاں آگاہ ہوں خاتونِ جنت سے
ہمیشہ مجلسوں میں فاطمہؑ کے تذکرے کرنا

☆

یہ اہلِ بیت و صحابہ ہیں ناخدا میرے
نہیں ہے خوف بھنور میں اگر سفینہ ہے

☆

فتحِ خیبر کے لیے حکم پیمبر یہ ہوا
اب کے میدان میں حیدر سا مثالی جائے

☆

یا رب مجھے تو حرص و ہوس سے نکال دے
ایسا نہ ہو کہ کُفر خسارے میں ڈال دے

☆

چھن چھن کے جس سے آئے بزرگوں کی روشنی
انسانیت کو پھر وہی فضل و کمال دے

☆

آپ بارگاہِ رب العزت میں یوں حمد پیش کرتے ہیں۔

مرے دل میں تو ہے بسا ہوا
مرے لب پہ تیرا ہی نام ہے
تری رحمتوں کا شُمار کیا
تری برتری کو سلام ہے

دعا گزار

اجمل نقشبندی

۲؍ربیع الاول ۱۴۳۱ء مطابق ۱۶؍فروری ۲۰۱۰ء

ابوظہبی (یو۔اے۔ای)

☆☆☆

ادب کے افق پر ابھرتا ہوا شاعر

فن شاعری کسی کالج یا یونیورسٹی میں نہیں سکھایا جاتا یہ تو قدرت کی ودیعت کی ہوئی نعمت ہے جو ہر کسی کے حصہ میں نہیں آتی، کچھ تو ورثہ میں ملی ہوتی ہے، کچھ انسان کی جولانی طبیعت پر منحصر ہے۔

ثروت زیدی ایک ایسے شاعر کا نام ہے جو ایک اچھا شاعر ہوتے ہوئے ایک بہترین انسان بھی ہے، میں موصوف کو تقریباً پندرہ سال سے جانتا ہوں، اکثر میرے ساتھ مشاعروں میں بھی شریک رہے ہیں یہ بالکل صحیح ہے کہ ایک اچھے شاعر کو اچھا انسان ہونا بھی ضروری ہے اور یہ صفات موصوف میں موجود ہیں نہایت دیندار اور منکسر المزاج خوش اخلاق انسان میں تکبر و غرور ان کے پاس سے چھو کر نہیں گذرا ہے مجھے ان کی یہی ادا بہت پسند ہے۔

ثروت زیدی نے اپنی شاعری میں دیرینہ روایات کو قائم رکھتے ہوئے جدیدیت کی طرف قدم بڑھایا ہے اور ان کی شاعری حسن محور پر گھومتی ہے وہ ان کے گرد و پیش کے حالات اعزاء و اقارب نیز وطن کی بے انتہاء محبت نمونہ ہے۔ ان کے اشعار میں بزرگوں کی عزت اور ہماری قدیم روایات کا جا بجا ذکر ملتا ہے اور یہ ان کے گھریلو ماحول اور تہذیب کا غماز ہے۔

آج کے دور میں نوجوان شاعروں میں قدیم روایات کا فقدان ہے جب کہ موصوف کی شاعری میں جدیدیت بھی بدرجہ اتم موجود ہے۔

کسب معاش کے لئے گھربار چھوڑنا اور وہاں بھی اپنی زبان اور تہذیب کو قائم رکھنا بڑے دل گردہ کے بات ہے، ان کی اسی قربانی نے ان کی شاعری کو جلا بخشی ہے جو ان کے کلام میں جابجا مذکور ہے۔ ثروت زیدی کیونکہ ایک مذہبی لیکن غیر متعصب آدمی ہیں، انھوں حمد، نعت، منقبت، مرثیہ وغیرہ میں بھی اپنی قابلیت کے جوہر دکھائے ہیں، حمد و نعت کا جو مجموعہ منظر عام پر آرہا ہے وہ ان کی دینی تشخص کا آئینہ دار ہے۔

ثروت زیدی کی شاعری میں قومی اور حب الوطنی کا جذبے کا اظہار جگہ جگہ نظر آتا ہے۔ ان کا دل موجودہ فرقہ واریت اور خصوصاً مسلمانوں میں تفرقہ بندی سے بہت متاثر ہے، جیسا کہ ان کی نظم تنبیہ میں خیالات کا اظہار کیا ہے۔

یارب مجھے تو حرص و ہوس سے نکال دے
ایسا نہ ہو کہ کفر خسارے میں ڈال دے
محو حیرت تھے پیام رب کے قاصد جبرئیل
عظمتِ غارِ حرا کی شانِ مسند دیکھ کر
وہ خوش نصیب ہے کہ جو سجدہ کرے اسے
جھکتا ہے بد نصیب کہاں اس کے سامنے

ثروتؔ زیدی کو کیونکہ بچپن سے مذہبی ماحول میسر ہوا ہے اور یہ اس کا پرتو ہے جو ان کی نہ صرف شاعری بلکہ ان کی ذات پر بھی اثر انداز ہے جو قدیمی روایات کی پاسداری، اقرباء اور احباب و وطن سے محبت ان کی رگ رگ میں بھری ہے۔

بہر حال ثروتؔ زیدی کے لئے صدق دل سے دعا گو ہوں کہ اللہ تعالیٰ ان کو دنیا و آخرت کی بہترین نعمتوں سے نوازے اور ان کی شاعری کو دن دونی رات چوگنی عزت وقار اور مقبولیت عطا فرمائے اور اس کتاب کی ساری دنیا میں پذیرائی ہو۔ آمین

دعا گو

اقبال بیدآرؔ

(اقبال علی فاروقی)

جنرل سکریٹری

بزم ڈاکٹر اقبالؒ، ۹-جنسی جہانگیر آباد، بھوپال

☆☆☆

ثروتؔ زیدی کی نعتیہ شاعری

شاعری ایک نعمت خداوندی ہے، ایک عطیہ الٰہی ہے، خوش نصیب ہیں وہ لوگ جن کو یہ نعمت میسر ہوتی ہے۔ اور اگر اس میں نعمت کے دینے والے یعنی باری تعالیٰ کی حمد وثنا اور اہل بیت بھی شامل ہوں تو اسی صنف میں چار چاند لگ جاتے ہیں اور اس کا لطف دوبالا ہو جاتا ہے۔ حمدیہ اور نعتیہ شاعری۔ شاعری کی معراج ہیں کیونکہ مجھ ناچیز کا خیال ہے کہ شاعری کی دیگر اصناف نسبتاً آسان اور نعتیہ یا حمدیہ شاعری بہت ہی مشکل جس میں عقیدے کی پختگی اور بنیادی طور پر بچپن کے وہ نقش جو ذہن پر اپنا عکس چھوڑ جاتے ہیں اور احترام ومودت اور معرفت الٰہی کا ہونا بھی لازم ہے۔

ثروتؔ زیدی صاحب کی شاعری کو جہاں میں نے پڑھا اور سنا ہے اس سے میں یہ اخذ کر پائی کہ ثروت صاحب نے بھی مذہبی تاثرات سے جو کہ ان کو بزرگوں اور والدین سے ورثے میں ملے بڑا اثر قبول کیا اور یہ اثر ان کی شاعری میں نمایاں ہے۔

دین حق کی روشنی ہے روشنی کے بعد بھی
بندگی ہی بندگی ہے بندگی کے بعد بھی
اس کے علاوہ کوئی نہیں خوشبوئے یقیں
ثروتؔ اسی کی ذات کا صندل ہوا میں ہے

ثروت زیدی صاحب کا شمار عصر حاضر کے ان شاعروں میں ہوتا ہے جنھوں نے نئی نئی تشبیہہ اور استعاروں کا استعمال کیا ہے۔ ثروت زیدی صاحب کی شاعری، ان کے مذہبی رجحانات اور ان کی وطن پرستی، ان کے ماضی اور اپنی جڑوں سے محبت کی ترجمان ہے۔ یہ خیالات میری طالب علمانہ رائے کا مجموعہ ہے کیونکہ میرا تعلق میر تقی میر، غالب، نظیر اور سیماب اکبرآبادی کی زمین آگرہ سے ہے اس لئے سخنوری اور سخن فہمی ناچیز کو ورثے میں ملی ہے، میرے نانا وفا اکبرآبادی بھی ایک صاحب دیوان شاعر تھے، میرے دادا کا بنایا ہوا کتب خانہ (میر ضامن علی) محلہ شاہ گنج آگرہ میں علمائے دین کے لئے مشعل راہ ہے جو آج بھی اپنی آب و تاب کے ساتھ موجود ہے۔

زیر نظر مجموعہ کلام ''بندگی کے بعد بھی'' اور ''رہنمائی کے لئے'' سے پہلے بھی ایک مجموعہ کلام ''پہلے کی طرح لوگ'' شائع ہو چکا ہے۔ دو مجموعہ کلام منظر عام پر آرہے ہیں جو ان کی شاعرانہ عظمتوں کی گواہی دے رہے ہیں۔ جس کے وہ مبارک باد کے مستحق ہیں۔ ''اللہ کرے زور قلم اور زیادہ''

راقم الحروف

نیلوفر (نیلو اکبرآبادی، آگرہ)

بیگم سید جلال الدین رضوی (اوپمپین)

کوہ فضا بھوپال

کچھ اپنے بارے میں

میرے اجداد سادات سارنگپور مالوہ سے تعلق رکھتے ہیں، گھر کے بزرگوں کے علاوہ اقارب میں محترم مولوی مفتی محسن ، استاد امانت علی ، استاد سلامت علی ہیں۔ میں نے جس خانوادے میں آنکھ کھولی جہاں سلسلہ سادات ہونے کی بناء پر گھریلو ماحول میسر ہوا اور جو کچھ گھٹی میں پلایا گیا تھا اس کا اثر ہونا بھی ضروری تھا بہر حال بچپن بزرگوں کی محنت اور پیار میں گذرا ، خاص طور سے مرحوم محترم پیر منظور میاں صاحب اور پیر ننھے میاں صاحب کا ہمارے گھرانے سے بڑا علمی اور مذہبی تعلق تھا۔

بزرگوں میں دادا جان دینی تعلیم کے ساتھ ساتھ ادبی ذوق بھی رکھتے تھے، یہ ذوق بھی مجھے ورثے میں ملا، تعلیم کے مراحل سے گذر کر تلاش معاش کی فکر لاحق ہوئی جو کشاں کشاں سعودی عرب لے گئی، جہاں عرصہ سے قیام پذیر ہوں، اردو زبان کے شیدائی دنیا کے ہر حصہ میں موجود ہیں اور اپنے طور پر اردو کی ترویج اور ترقی کے لئے کام کر کے اپنے ادبی ذوق کی پیاس بجھا رہے ہیں، شومئ قسمت میری ادبی تنگدستی مٹانے کے لئے مجھے بھی سعودی عرب میں اردو دوستوں کا ایک کارواں میسر ہو گیا جن میں اردو کے عاشق اور کہنہ مشق شاعر جناب اجمل نقشبندی ، باقر نقوی ، سعید احمد منتظر ، روشن جعفر ، شجاع انور محترم ظفر شامل ہیں۔ جناب اجمل نقشبندی

صاحب نے میری بڑی رہنمائی کی اور گاہے بگاہے رہبری فرماتے رہے، اور اجمل صاحب کے نعتیہ کلام کی روشنی میں فکری چراغ روشن کئے۔

دوران تعلیم ڈاکٹر اقبال، میر انیس، ودبیر اور حالی کو پڑھا، ذہن نے ایک آسودگی محسوس کی سب سے پہلے قدرت کے ودیعت کردہ دو اشعار تحریر میں آئے، اشعار اس طرح ہیں

بتاؤں تمہیں کیا میں شانِ محمد
نہیں مجھ کو تابِ بیانِ محمد
خدا ان سے راضی خدا کی وہ مرضی
زبان خدا ہے زبانِ محمد

ان برکتی اشعار کے ساتھ شاعری کی دنیا میں قدم رکھا اور اب جو کچھ ہوں ناظرین کے سامنے ہوں شہرت اللہ کے ہاتھ میں ہے۔ سب سے پہلے میں نے غالباً ۱۹۹۵ء میں حیدر آباد دکن کے نعتیہ مشاعرہ میں محترم منظر بھوپالی کے ساتھ شرکت کی تھی وہاں میرا ایک شعر بہت پسند کیا گیا۔

اسی کے دن ہیں جہاں میں اسی کی راتیں ہیں
لبوں پہ جس کے رسولِ خدا کی باتیں ہیں

اس کے بعد شوق بڑھتا چلا گیا۔ حمد و نعت گوئی اگرچہ بہت نازک مسئلہ ہے قدم کو پھونک پھونک رکھنا پڑتا مبادا انجانے میں کوئی غلطی سرزد ہو جائے تو عاقبت

بگڑنے کا اندیشہ رہتا ہے۔ بہر حال خدائے بزرگ سے قوی امید ہے کہ اپنے بندوں کی غلطیوں کو درگذر فرمائے۔

میں ڈاکٹر اکرام الدین اکرم صاحب کا بھی تہہ دل سے مشکور ہوں کہ جنھوں نے میری رہنمائی فرمائی۔اور میں اپنے خاندان کے بزرگ محترم ظفر حسین صاحب، محترم سید یوسف غنی صاحب، محترم علمدار حسین صاحب، محترم ماہر علی زیدی صاحب اور محترم غلام پنجتن صاحب کا اور اپنے بہی خواہ محترم قائم حسین رضوی کا تہہ دل سے شکر گزار ہوں۔جنھوں نے مجھے ہمیشہ اچھے مشوروں سے نوازا۔

خاکسار

ثروت زیدی

بھوپالی

الجبیل، سعودی عرب

☆☆☆

دُنیا و آخرت کے جہاں اُس کے سامنے
ہیں سب کے سب جہاں کے تہاں اُس کے سامنے
وہ خوش نصیب ہے کہ جو سجدہ کرے اُسے
جُھکتا ہے بد نصیب کہاں اُس کے سامنے

☆☆☆

ثروتؔ زیدی اور اُن کی شاعرانہ صلاحیتیں

قصیدہ ایک شان دار صنفِ سخن ہے اور اس کا ماضی بہت تابناک رہا ہے سر زمینِ عرب پر جہاں قصیدے نے آنکھیں کھولیں اس سے بہت کام لئے گئے۔ کسی شاعر نے اپنے قبیلے کے اوصاف بیان کرکے اس کے افتخار میں اضافہ کیا، کسی گاؤں نے قصیدے میں جگہ پا کے تاریخ کے اوراق میں اپنی جگہ بنالی، کسی عاشق نے اپنے عشق کی واردات کو قصیدے کا روپ دے کر اپنی داستانِ عشق کو امر کرلیا۔ شاعروں کے ذاتی تجربات واحساسات، مناظر فطرت، ملکی مسائل وغیرہ قصیدے کا موضوع رہے۔

قصیدہ دراصل اُس مسلسل نظم کو کہتے ہیں کہ جس کے پہلے دونوں شعر کے مصرعے اور باقی تمام اشعار کے دوسرے مصرعے ہم قافیہ وہم ردیف ہوں لیکن ردیف کی پابندی ضروری نہیں۔

قصیدے کا موضوع ہوتا ہے کسی کی تعریف یا مذمّت جسے تنقید کی زبان میں مدح یا ذم کہتے ہیں۔

قصیدہ عربی زبان کا لفظ ہے جس کے معنی ہی مغز ہے۔ قصیدے میں مضامین بلند اور الفاظ پُر شکوہ ہوتے ہیں اس لیے تمام شعری اصناف میں اسے وہ بلند رتبہ حاصل ہے جو مغزِ سَر کو انسانی جسم میں۔ کہا جاتا ہے کہ اسی سبب سے اس

صنف کا نام قصیدہ پڑ گیا۔ظاہری شکل کے لحاظ سے قصیدے کو دو قسموں میں تقسیم کیا جاتا ہے۔ایک تمہیدیہ اور دوسری خطابیہ ۔

(۱) تمہیدیہ : جس قصیدے میں ممدوح کی تعریف سے پہلے تمہید کے طور تشبیب اور گریز شامل ہو وہ تمہیدیہ قصیدہ کہلاتا ہے۔ ہماری زبان کے زیادہ تر قصیدے اسی قسم کے ہیں۔

(۲) خطابیہ : جس قصیدے میں تشبیب اور گریز نہیں ہوتے بلکہ ممدوح کی تعریف سے ہی قصیدے کا آغاز ہوتا ہے وہ خطابیہ قصیدہ کہلاتا ہے۔

اُردو میں شاعری کا آغاز ہوا تو غزل کے علاوہ مثنوی اور مرثیے بھی کہے گئے لیکن قصیدے کی طرف توجہ نہیں کی گئی۔اس کا ایک سبب تو یہ تھا کہ اُردو زبان کی ابھی شروعات ہی تھی۔اس کے الفاظ کا ذخیرہ بہت محدود تھا۔قصیدے کی فارم غزل کی فارم تھی۔اگر طویل قصیدہ کہنا ہو تو الفاظ کی ضرورت ہے۔قدیم اُردو میں ایسے الفاظ کی بہت کمی تھی۔

ایک سبب یہ بھی تھا کہ شاعر یا تو خود بادشاہ تھے یا پھر صوفی تھے۔بادشاہ قصیدہ کہتے تو کس کی شان میں؟ صوفی شاعر قناعت پسند تھے۔ان سے یہ توقع نہیں کی جاسکتی تھی کہ بادشاہوں اور امراء کے قصیدے کہہ کر انعام واکرام کے طلب گار ہوں۔بزرگانِ دین کی شان میں قصیدے کہے جاسکتے تھے لیکن خود عربی اور فارسی میں اس روایت کو استحکام حاصل نہیں ہوسکا تھا۔

تاریخ قصیدہ میں چند نام بڑی اہمیت کے حامل ہیں۔ جیسے ولی خود صوفی تھے اور ایک صوفی سے بیعت بھی تھے۔ اس لیے قصیدہ خوانی کی ان سے توقع نہیں کی جاسکتی۔ لیکن ان کے کلیات میں چند قصیدے بھی شامل ہیں۔ ان کے زیادہ تر قصیدے بھی حمد، نعت، منقبت اور بزرگانِ دین کی مدح میں ہیں۔ اسی طرح سودا، انشاء، مصحفی اور جرأت کا دَور شروع ہوتا ہے۔ اس کے بعد ذوق، مومن، غالب کے دَور کا آغاز ہوتا ہے۔ جسے اتفاقِ رائے سے شاعری کا سنہری دور کہا جاتا ہے۔

تاریخ اُردو قصائد میں چند نام سورج کے مانند اپنی تابناکیوں کے ساتھ روشن ہیں ۔ جیسے محسن کاکوروی، عزیز لکھنوی، منیر شکوہ آبادی بھی اسی سلسلہ کا ایک نام ہے۔ اس کے بعد قصیدے نگاری کی دُنیا میں سناٹا ہو گیا۔

یہ بات الگ اہمیت کی حامل ہے کہ اردو شاعری اور زبان کو شرف معراج بخشنے والے اہل لکھنؤ تھے، جن میں صف اول کے شاعر انیس اور دبیر کی مرثیہ نگاری نے ناقابل فراموش کام انجام دیا اور اردو زبان کو عربی، فارسی زبان کے برابر لے آئے۔

قصیدے کا زوال ایک ایسی حقیقت ہے جس سے انکار ممکن نہیں لیکن یہ بھی تسلیم کرنا پڑتا ہے کہ اس صنف میں بڑے امکانات پوشیدہ ہیں۔ خلوصِ دل اور ذاتی اغراض سے بلند ہو کر عالمِ انسانیت کے محسنوں اور دُنیا کی عظیم ہستیوں کی قصیدے کے ذریعے عزت افزائی کی جائے تو کیا عجب کہ یہ شان دار صنفِ سخن جی اُٹھے اور

اپنے شان وشکوہ اور بلند آہنگی سے ایک بار پھر ادب میں تہلکہ مچادے۔

اسی آرزو کے ساتھ ثروت زیدی نے بھی غزلیات کے ساتھ ساتھ حمد، نعت، قصائد، منقبت، مراثی میں بھی طبع آزمائی کی ہے اور اپنے خوب صورت اسلوب بیان سے متفرق موضوعات کو شعر کے قالب میں ڈھالا۔

ثروت زیدی کے کلام کی نیرنگی، شائستگی، بلاغت، تشبیہ اور استعاروں کا بر محل استعمال اُن کی قادر الکلامی کا ثبوت دیتا ہوا نظر آتا ہے۔ ان کا غزلیہ انداز ان کے قصائد، حمد، سلام اور ان کے مراثی میں بھی دکھائی دیتا ہے چند اشعار بطور نمونہ۔

مانگا جو میں نے اُن کے وسیلے سے مل گیا
ثروت کبھی نہ ڈوبا میری التجا کا چاند

☆

جب آفتاب ِ لُطفِ پیمبر چمک اُٹھا
ذرہ بھی مثلِ ماہِ منوّر چمک اُٹھا

☆

کیا جانے کس کے واسطے اور کس کے فیض سے
کعبے میں آکے عرش کا پتھر چمک اُٹھا

☆

جہاں ثروتؔ زیدی نے اپنی قادرالکلامی کا ثبوت دیا ہے وہیں اپنی بے بسی کا اظہار کرتے ہوئے بھی پیچھے نہیں ہٹتے۔ وہ خدائے ذوالجلال کے سامنے اپنے کو بے بس تسلیم کرتے ہیں۔

وہ سامنے تو ہے مگر آتا نہیں نظر
بے جاں ہیں سب یقین و گماں اس کے سامنے
فقیر و شاہ کو یکجا کھڑا کیا صف میں
یہ دینِ حق کے سنہری اُصول کیا کہنے

☆

ثروتؔ زیدی کا مجموعہ کلام پہلے کی طرح لوگ'' اس کا دوسرا ایڈیشن ۲۰۰۸ء میں شائع ہوا وہ میری نظر سے گزرا اس میں بھی حمد ونعت کے اشعار نظر آتے ہیں۔

رسولِ پاکؐ کا یہ احترام دیکھو تو
خدا کے بعد ہے ان کا مقام دیکھو تو

☆

اس شعر کے حوالے سے مقامی زبان بھوپال کا رنگ ولہجہ اور اسلوب نگاری ان کے شاعرانہ فن پر حاوی نظر آتی ہے۔ حمدِ خُدا کرنے میں ان کا لہجہ منفرد ہے۔ مادّی تقاضوں سے اوپر اُٹھ کر روحانیت کے حصول کی خاطر وہ گامزن نظر آتے ہیں اور اپنے شاعرانہ رنگ وڈھنگ سے فروغِ اُردو زبان کے حوالے سے وہ

ترقی پسند شعراء کی فہرست میں ضرور شُمار کیے جائیں گے۔

یا رب مجھے تو حرص و ہوس سے نکال دے
ایسا نہ ہو کہ کُفر خسارے میں ڈال دے
تخریب کا نہیں مرا تعمیری ہو ذہن
ہر فکر دینی فکر ہو ایسا خیال دے

اُن کا لہجہ جمالیاتی رنگ و بو میں ڈوبا ہوا ملتا ہے جو اُن کی ذاتی اور ادبی صلاحیتوں کا غماز ہے۔

ماہِ رمضان کے جو چاہنے والے ہوں گے
اُن کی تقدیر میں جنّت کے اُجالے ہوں گے
اے خدا روزِ قیامت ہو، کرم بندوں پر
تیرے بندے تیری رحمت کے حوالے ہوں گے

اللہ تعالیٰ کی رحمتوں کے حوالے سے جہاں ثروت زیدی اپنے یقین کے ساتھ اُس کی شانِ غفور الرحیمی پر فخر و ناز کرتے ہوئے نظر آتے ہیں وہیں زمانے کی بے ثباتی کا بھی ذکر کرتے ہوئے بھی نظر آتے ہیں۔ شکایتِ زمانہ اور دُنیا کی بے ثباتی کا ذکر اُن کے اشعار میں جا بجا ملتا ہے۔

بے لوث و پُر خلوص کھری رشتے داریاں
اِک خواب بن گئی ہیں سبھی رشتے داریاں

☆

بغض و حسد نے کاٹ دیے قربتوں کے پیڑ
غیروں سی لگ رہی ہیں سگی رشتے داریاں

☆

ترقی پسند شاعری کی روایت کے حوالے سے جہاں شعراء نے اپنے اشعار کے ذریعہ اپنی ذہنی صلاحیتوں کو بروئے کار لاکر ''اُردو ترقی پسند تحریک'' کو فروغ دیا ہے۔ آزادیٔ ہند کے بعد اُن کے نظریات کو نوازا گیا۔ اُن کے دل کی آواز قلم کی آواز بن گئی۔ اور انہوں نے جو کچھ بھی لکھا اُس کو برائے فروغ زبان اُردو نوازا گیا۔

اس راہ میں ثروتؔ زیدی نے بھی متفرق مضامین کو نت نئے انداز میں پیش کر اپنی ادبی صلاحیتوں کا ثبوت فراہم کیا۔ میری دُعا ہے کہ یہ منظوم نذرانۂ عقیدت بارگاہِ خداوندی اور اس کے رسول کی بارگاہ میں مقبول ہو اور ان کی ادبی صلاحیتوں میں بحقِ نورِ محمدی اضافہ ہوتا رہے۔ (آمین)

جے۔ آر۔ روشنؔ (علیگ)

(جعفر نقوی)

برادرم محترم باقر نقوی ادیب و شاعر

سعودی عرب

☆☆☆

حمد

یا رب مجھے تو حرص و ہوس سے نکال دے
ایسا نہ ہو کہ کفر خسارے میں ڈال دے

لادینیت کی فکر سے دے مجھ کو تو پناہ
مذہب کی روشنی کو عقیدوں میں ڈھال دے

ذرّوں میں جلوہ دیکھ لوں میں تیری ذات کا
اللہ میری آنکھوں میں وہ نور ڈال دے

آنکھوں کو بند کر کے حرم تیرا دیکھ لوں
میرے خدا نگاہ میں ایسا جمال دے

تجھ سے ہی مانگوں تجھ سے ہی ہر شئے طلب کروں
مولا میری زباں میں یوں عرضِ سوال دے

چھن چھن کے جس سے آئے بزرگوں کی روشنی
انسانیت کو پھر وہی فضل و کمال دے

اخلاص و پیار حُسنِ مروّت نصیب کر
نفرت کی ہر بلا کو میرے سر سے ٹال دے

تخریب کا نہیں مرا تعمیری ہو ذہن
ہر فکر دینی فکر. ہو ایسا خیال دے

جنت کی آرزو کروں میری کہاں مجال
اپنا بنا کے مجھ کو مدینے میں ڈال دے

ثروتؔ میری دُعا ہے کہ خوشیاں ملیں تجھے
اللہ تیرے دل سے ہر اک غم نکال دے

☆☆☆

حمد

دُنیا و آخرت کے جہاں اُس کے سامنے
ہیں سب کے سب جہاں کے تہاں اُس کے سامنے

وہ خوش نصیب ہے کہ جو سجدہ کرے اُسے
جھکتا ہے بد نصیب کہاں اُس کے سامنے

سب اُس کی دسترس میں ہیں اُس کی گرفت میں
جو کچھ بھی ہے نہاں ، ہے عیاں اُس کے سامنے

مشکل کشا وہی ہے تو حاجت روا وہی
سرِ خم ہیں سب زمین و زماں اُس کے سامنے

جس کو کہیں اماں نہیں ملتی ہو دہر میں
وہ بے اماں بھی پائے اماں اُس کے سامنے

وہ سامنے تو ہے مگر آتا نہیں نظر
بے جاں ہے سب یقین و گماں اُس کے سامنے

ثروتؔ میں حمد کیا کروں اُس ذاتِ پاک کی
کھلتی نہیں ہے میری زباں اُس کے سامنے

☆☆☆

حمد

میرے دل میں تو ہے بسا ہوا
میرے لب پہ تیرا ہی نام ہے

تیری رحمتوں کا شمار کیا
تیری برتری کو سلام ہے

ہوں وہ عظمتیں کہ ہوں رفعتیں
یہ ہر ایک تجھ پہ تمام ہے

ہے ہر ایک شے کو فنا یہاں
تیری ذات ہی کو دوام ہے

☆☆☆

تیری التفات کہاں نہیں
تیری ذات جان سے ہے قریں
تیری ساری بات کا ہے یقیں
تیرا پاک صاف کلام ہے

کبھی فرش پر کبھی عرش پر
تیری نعمتیں ہیں اِدھر اُدھر
تیری عظمتیں ہیں عظیم تر
تیرا سب سے اعلیٰ مقام ہے

یہ خُمار کیسا خمار ہے
کہاں لذتوں کا شمار ہے
کہ نشہ خودی کا سوار ہے
میرے ہاتھ میں تیرا جام ہے

تیرے ذکر کا یہ کمال ہے
تیری فرقتوں میں وصال ہے
دمِ صبح تیرا خیال ہے
تیری یاد میں میری شام ہے

جو نبیؐ ہے دین کی عزو شاں
جو نبیؐ ہے کون و مکاں کی جاں
یہ حقیر ثروتؔ بے نشاں
اُسی مصطفیٰؐ کا غلام ہے

☆☆☆

نعت

دیکھے ہر پل دیدۂ بینا
دل ہے مکہ جان مدینہ
آنکھوں میں ہے مثل نگینہ
دل ہے مکہ جان مدینہ

روشن قرآں دونوں جہاں میں
سیرتِ احمدؐ کون و مکاں میں
راہ عمل فردوس کا زینہ
دل ہے مکہ جان مدینہ

خالق کے احکام نوازیں
کلمہ زکوٰۃ و روزہ نمازیں
حج و زیارت ایک قرینہ
دل ہے مکہ جان مدینہ

دید نبی کا کس کو نشہ ہے
رب العزت دیکھ رہا ہے
''بخش'' عمل کے جام و مینا
دل ہے مکہ جان مدینہ

سارے مسافر دور نگر کے
پیاس بجھائیں جی بھر بھر کے
کلمہ پڑھ کے زم زم پینا
دل ہے مکہ جان مدینہ

خوف نہیں ہے طوفانوں کا
اللہ مالک ہے جانوں کا
طوفاں ساحل ایک سفینہ
دل ہے مکہ جان مدینہ

جس کو دیکھو محوِ سفر ہے
کوئی اِدھر ہے کوئی اُدھر ہے
ہر سو ہے ایماں کا خزینہ
دل ہے مکہ جان مدینہ

سارے عالم کے رکھوالے
غم اور خوشیاں تیرے حوالے
کیسا مرنا کیسا جینا
دل ہے مکہ جان مدینہ

آنکھوں میں ہے میرے سمایا
ایک یہی تو ہے سرمایہ
دل میں چھپا ہے خوب دفینہ
دل ہے مکہ جان مدینہ

یا رب دے توفیق و سعادت
سبکو ہو دونوں کی زیارت
یہ ہے مکہ وہ ہے مدینہ
دل ہے مکہ جان مدینہ

جگمگ جگمگ چَم چَم چَم چَم
چمک اٹھا ہے سارا عالم
ایک انگوٹھی ایک نگینہ
دل ہے مکہ جان مدینہ

باطل کی گم طاقت کی ہے
حکم خدا پر ہجرت کی ہے
ایک کیا ہے خون پسینہ
دل ہے مکہ جان مدینہ

دینِ محمدؐ دینِ خدا ہے
حد نہیں میں دل ثروت کی عشق
سینہ دیکھا جو چاک کرکے
مدینہ جان مکہ ہے دل

☆☆☆

جب آفتابِ لطفِ پیمبرؐ چمک اُٹھا
ذرّہ بھی مثل ماہ منوّر چمک اُٹھا

ڈالی نگاہِ ناز جو مجھ پر حضورؐ نے
اِک پل میں میرا بگڑا مقدر چمک اُٹھا

دیوار و در سے نور کی خوشبو اُبل پڑی
جس گھر میں بزمِ نعت تھی وہ گھر چمک اُٹھا

کیا جانے کس کے واسطے اور کس کے فیض سے
کعبے میں آکے عرش کا پتھر چمک اُٹھا

اب امتیاز ختم ہوا قوم و نسل کا
رنگ بلال مثل گلِ تر چمک اُٹھا

اُس سنگ کے نصیب پہ قربان جایئے
پائے نبیؐ کا نقش جو پا کر چمک اُٹھا

جنت کا ذکر سُنتے ہی میری نگاہ میں
ثروتؔ درِ رسولؐ کا منظر چمک اُٹھا

☆☆☆

حمد و نعت و منقبت اور مرثیے
حق نے ماہِ فکر و فن روشن کئے

آفتابِ دین جب روشن ہوا
بجھ گئے سب کفر و باطل کے دئے

منزلِ مقصودِ حق کے واسطے
کتنے رستے رہبروں نے طے کئے

خوشبوئے ایمان بڑھتی جائے گی
حجرِ اسود کے اگر بوسے لئے

قافلہ حج کو روانہ جب ہوا
یہ زمین و آسماں دیکھا کئے.

آبِ کوثر کی بشارت ہو گئی
آبِ زم زم کے پیالے جب پیے

آنسوؤں سے داستانِ غم کہی
ہم مدینے میں تھے ہونٹوں کو سیے

شُکر کے سجدے میں دل ٹھہرا رہا
جب طوافِ خانۂ کعبہ کیے

ہر قدم ثروتؔ رہے ایمان کے
دشمنوں نے ہر قدم پر غم دیے

☆☆☆

روشن ہوا زمین پہ نورِ خدا کا چاند
تاریکیوں پہ ضرب ہے غارِ حرا کا چاند

روشن ہے کائنات اسی ایک نور سے
جو ابتدا کا چاند وہی انتہا کا چاند

دیوانہ وار جنّ و ملک تھے طواف میں
تھا گود میں حلیمہؓ کے جب آمنہؓ کا چاند

مایوسیوں کے سارے اندھیرے فنا ہوئے
اترا جو آسمان سے لطف و عطا کا چاند

بے زر یہاں پہ آئے تھے بوذر بنادیا
اُبھرا کچھ اس طرح سے وہ جود و سخا کا چاند

مانگا جو میں نے اُن کے وسیلے سے مل گیا
ثروتؔ کبھی نہ ڈوبا میری التجا کا چاند

☆☆☆

بندگی کے بعد بھی

نورِ حق کی روشنی ہے روشنی کے بعد بھی
بندگی ہی بندگی ہے بندگی کے بعد بھی

سب صحیفوں پہ ہمارا دل سے ایماں ہے مگر
رہبری قرآن کی ہے رہبری کے بعد بھی

یہ محمد مصطفٰےؐ سے عاشقی کا فیض ہے
عشق بڑھتا جارہا ہے عاشقی کے بعد بھی

دیکھ کر روضہ نبی کا دل یہ بھرتا ہی نہیں
اضطراب قلب و جاں ہے حاضری کے بعد بھی

دین کامل ہوگیا شکرِ خدا شکر نبی
آگہی بڑھتی رہی ہے آگہی کے بعد بھی

یہ صحابہ کی روش تھی مصطفےٰ کے سامنے
دل جھکا لیتے تھے اپنا عاجزی کے بعد بھی

کوئی رہبر چاہئے علم شریعت کے لیے
سلسلہ یوں ہے امامت کا نبیؐ کے بعد بھی

کربلا ایسی شہادت ہے کہ جس میں باخدا
زندگی ہی زندگی ہے زندگی کے بعد بھی

کیا علی و فاطمہ کا عزم تھا زینب کے ساتھ
ابتداء سے انتہاء تک بے بسی کے بعد بھی

فائدے ہی فائدے ہیں مجلسِ حسنینؑ کے
اِس صدی سے اُس صدی تک اُس صدی کے بعد بھی

میری آنکھوں سے نہیں ہٹتی شبیہہ کربلا
ہر طرح سے دل میں غم ہے ہر خوشی کے بعد بھی

ہر محلے میں وقارِ پرچم عباس ہو
اِس گلی سے اُس گلی تک اُس گلی کے بعد بھی

اِس قدر باغ نبیؐ میں صبر کے پیکر ملے
پھول کھلتے جارہے ہیں بے کلی کے بعد بھی

ڈھونڈتا پھرتا ہے پانی اصغرِؑ بے شیر کو
اِس ندی سے اُس ندی تک اُس ندی کے بعد بھی

پی رہا ہوں موجِ غم میں فکر کے دریا مگر
تشنگی ہی تشنگی ہے تازگی کے بعد بھی

اَشک تھمتے ہی نہیں ثروتؔ غم شبیرؑ کے
پیاس بڑھتی جارہی ہے اِس نمی کے بعد بھی

☆☆☆

بروزِ حشر وہ قیمت وصول کرتے ہیں
جو اپنے آپ کو وقفِ رسولؐ کرتے ہیں

ہم اُن کے اسمِ مُبارک سے خوشبوئیں لے کر
رہِ حیات کے کانٹوں کو پھول کرتے ہیں

نماز و روزہ و حج و زکوٰۃ اور کلمہ
اثر دلوں پہ یہ دینی اُصول کرتے ہیں

جنہیں یقین نہیں ہے خدا کی رحمت کا
وہ اپنے گلشنِ ہستی کو دھول کرتے ہیں

سوار دوشِ نبیؐ پر ہیں شبّر و شبیر
رسولِ پاکؐ جو سجدے کو طول کرتے ہیں

شہید مرتے نہیں ہیں شہید زندہ ہیں
اُنہیں جو مُردہ سمجھتے ہیں ، بھول کرتے ہیں

نبیؐ کی راہ میں طے کی ہیں منزلیں ثروتؔ
نبیؐ کے عشق میں ہر غم قبول کرتے ہیں

☆☆☆

✿

اس طرح آقاؐ نے اُلجھی بات سُلجھائی کہ بس
دیکھتی ہی رہ گئی دُنیا کی دانائی کہ بس

سیرتِ سرکار نے یہ آشکارا کردیا
مومنوں راہِ عمل میں ہے وہ سچائی کہ بس

شوق نے مجھ کو محمدؐ کی غلامی بخش دی
سبز گُنبد دیکھ کر یوں آنکھ بھر آئی کہ بس

کر رہا ہے حق سے باطل معرکہ آرائیاں
دشمنوں کو ہورہی ہے ایسی پسپائی کہ بس

وقف کردی ہم نے اپنی زندگی اُن کے لیے
یوں حیاتِ مُصطفٰےؐ کی ہرادا بھائی کہ بس

ظالموں کا ظلم جب حد سے زیادہ ہوگیا
اِک صدائے حق جہاں میں غیب سے آئی کہ بس

بیٹھے بیٹھے ہی طوافِ کعبہ میں نے کر لیا
مسجدِ نبوی میں ایسی بے خودی چھائی کہ بس

بس کہ ثروتؔ اب گناہوں سے ہے توبہ دیکھنا
خاکِ طیبہ ہاتھ میں لے کر قسم کھائی کہ بس

☆☆☆

جماعتوں سے نمازیں پڑھا کرو لوگو
سکون و امن کی مل کر دعا کرو لوگو

بوقتِ فجر پرندے بھی حمد کرتے ہیں
ہمیشہ فجر میں تم بھی اُٹھا کرو لوگو

نمازتوں میں ہو ٹھنڈک خدا کی یادوں کی
نماز ظہر کو ایسے ادا کرو لوگو

دُرود بھیج کے اپنے رسولؐ ِ آخر پر
نماز عصر میں تحفہ دیا کرو لوگو

جو مانگی جائیں دعائیں قبول. ہوجائیں
اس اہتمام سے مغرب ادا کرو لوگو

تمام دن کے گناہوں کا بوجھ ہلکا ہو
عِشاء کے وقت خدا سے دعا کرو لوگو

طلب جو کرنا ہے دُنیا و آخرت کا نور
تو پھر نماز تہجد پڑھا کرو لوگو

تمھیں بھی عزت و ثروت نصیب ہوگی ضرور
ہر اِک بُزرگ کی عظمت کیا کرو لوگو

☆☆☆

اب نہ ہم سے پوچھئے جنگ و جدل کرتا ہے کون
عشق والوں سے محبت آج ۔ کل کرتا ہے کون

اس خدا کی رحمتوں کو مان لینا چاہئے
مُشکلیں جب سر پہ پڑتی ہیں تو حل کرتا ہے کون

انکساری، بُردباری، خاکساری، دوستی
ساری باتیں خوب صورت ہیں عمل کرتا ہے کون

موت کو بھی یاد کر لیتے ہیں اکثر اہلِ غم
زندگی کی آرزو ہر ایک پَل کرتا ہے کون

جہل کی تاریکیوں سے کہہ رہا ہے نورِ حق
روشنی ایمان کی ہے بے دخل کرتا ہے کون

نیکیوں کی بات ثروتؔ شوق سے کرتے رہو
دیکھنا ہے نیک کاموں کی پہل کرتا ہے کون

☆☆☆

اس دل پہ عنایت ہے سرکار دو عالمؐ کی
جس دل میں محبت ہے سرکار دو عالمؐ کی

ہر وقت نمازوں میں اللہ کے سجدے ہیں
سجدوں میں عقیدت ہے سرکارِدو عالمؐ کی

سر چشمۂ ہدایت کا ہر آیت قرآنی
قرآن میں سیرت ہے سرکار دو عالم کی

جتنے بھی صحیفے ہیں جتنی بھی کتابیں ہیں
اُن سب میں بشارت ہے سرکار دوعالمؐ کی

رحمت کی برستی ہیں ہر سمت جو برساتیں
یہ چشمِ عنایت ہے سرکار دوعالمؐ کی

دربارِ رسالت میں دانائی کے سورج ہیں
کیا شانِ حکومت ہے سرکار دو عالمؐ کی

خالق کی تجلّی کو دیکھا ہے محبت سے
کیا خوب بصیرت ہے سرکارِ دوعالم کی

قرآں پہ عمل کرنا تا عمر عقیدت سے
ثروتؔ یہ ہدایت ہے سرکار دو عالم کی

☆☆☆

بتاؤں تمہیں کیا میں شانِ محمدؐ
نہیں مجھ کو تابِ بیانِ محمدؐ

خُدا اُن سے راضی خُدا کی وہ مرضی
زبانِ خُدا ہے زبانِ محمدؐ

فرشتے شہادت یہ سب دے رہے ہیں
کہ قرآن ہے نعت خوانِ محمدؐ

عجب میزبانی تھی معراج کی شب
خُدا ہوگیا میزبانِ محمدؐ

ستم ڈھائے اس پر خزاؤں نے کیا کیا
کِھلا ہے مگر گلستانِ محمدؐ

لبوں پر ہیں مکہ ، مدینہ کی باتیں
دِلوں پر لکھا ہے بیانِ محمدؐ

نہ چھوڑے گا ہاتھوں سے ثروتؔ خُدا یا
کبھی دامن و آستانِ محمدؐ

☆☆☆

❁

اندھیرے مِٹ گئے سارے جہاں سے
جب اُترا نورِ احمدؐ آسماں سے

فقط منظور تھی اُمّت کی بخشش
پلٹ آئے وہ جاکر لامکاں سے

وہ رحمت کا کہاں سے مستحق ہو
نہیں جاگا جو آوازِ اذاں سے

کروں مدحت شہہِ ہر دوسرا کی
بیاں کو وہ زباں لاؤں کہاں سے

سُنا پیغامِ حق تو نیند ٹوٹی
کہ دُنیا جاگ اُٹھی خوابِ گراں سے

نبیؐ کا نام نامی گونجتا ہے
مناروں سے فضاؤں میں اذاں سے

خمیر اپنا ہے ثروتؔ خاکِ طیبہ
بچھڑ کر رہ گیا ہوں کارواں سے

☆☆☆

دِل پہ کیا گزرے گی پھر شہرِ محمدؐ دیکھ کر
دھڑکنیں جب بڑھ گئیں مکہ کی سرحد دیکھ کر

عشق کا یہ مُعجزہ ہے دوپہر کی دھوپ میں
جم گئیں آنکھیں ہماری سبز گُنبد دیکھ کر

شُکر کا سجدہ ادا کرنے لگے حضرت بلالؓ
سوئے طیبہ شان سے آقاؐ کی آمد دیکھ کر

بی حلیمہؓ نے بلائیں لیں فدا اُن پر ہوئیں
چاند سورج سا چمکتا روئے احمدؐ دیکھ کر

اپنے در پر حاضری کی آپ نے توفیق دی
بھر گئیں آنکھیں میری یہ لُطفِ بے حد دیکھ کر

بوسہ گاہِ مصطفیٰ کی عظمتیں کھلنے لگیں
خانۂ کعبہ میں شانِ سنگِ اسود دیکھ کر

وہ سکوں میری عبادت کا قرینہ بن گیا
مجھ کو جو رب نے دیا طاعت کا مقصد دیکھ کر

محوِ حیرت تھے پیامِ رب کے قاصد جبرائیلؑ
عظمتِ غارِ حرا کی شانِ مسند دیکھ کر

ہے ہدایت سارے عالم کو رسول پاک کی
فیصلہ کرنا ہمیشہ نیک اور بد دیکھ کر

دشمنانِ دیں کی نفرت سے کلیجہ ہل گیا
جب بھی ثروت آئے ہم حمزہ کا مرقد دیکھ کر

☆☆☆

ہم زمیں تا آسماں نورِ خُدا دیکھا کیے
گُنبدِ خضرا پہ شانِ مُصطفٰےؐ دیکھا کیے

اُن کی قسمت میں اُجالوں کی کمی ہوتی نہیں
خواب میں بھی جو مدینے کی ضیاء دیکھا کیے

اپنے ہونٹوں پر سجائے پیاس شوقِ دید کی
حاجیوں کا دور جاتا قافلہ دیکھا کیے

جانب فردوس بڑھتے ہی گئے ان کے قدم
راہ رو جو بھی نبیؐ کے نقشِ پا دیکھا کیے

اک مسلسل نور نے عالم منوّر کردیا
مرحبا، شمس و قمر، غارِ حرا دیکھا کیے

خالی دامن آئے تھے اور مُصطفیٰؐ نے بھر دیا
معجزے ہم اس طرح کے بارہا دیکھا کیۓ

حاضری مکہ کی ہو یا ہم مدینے میں رہیں
نور کی بوچھار ہم صلِّ علیٰ دیکھا کیۓ

سبز گُنبد سے نظر ثروتؔ نہ ہٹتی تھی کبھی
رات دن شام و سحر ہم جانے کیا دیکھا کیۓ

☆☆☆

نبیؐ سے ربط بڑھاؤ تو کوئی بات بنے
خُدا سے لَو جو لگاؤ تو کوئی بات بنے

بہت ضروری ہے بچوں میں علم دُنیا کا
کلامِ رَب بھی پڑھاؤ تو کوئی بات بنے

تعصّبات کے کانٹے ہٹاؤ ذہنوں سے
دِلوں میں پھول کھلاؤ تو کوئی بات بنے

رہ نجات سے جو دور دور رہتے ہیں
قریب دین کے لاؤ تو کوئی بات بنے

وہاں حساب تو دینا ہے یہ حقیقت ہے
عمل یہاں پہ دکھاؤ تو کوئی بات بنے

اندھیرا کس لیے کرتے ہو اپنے کمرے میں
چراغ دل کا جلاؤ تو کوئی بات بنے

اُڑان ذہن کی جاتی ہے جس جگہ ثروتؔ
وہاں سے جا کے تم آؤ تو کوئی بات بنے

☆☆☆

تشنہ لب ہی جاتا ہے بن کے تیرا دیوانہ
حادثے زمانے کے اور راہِ میخانہ
دینِ حق کے شیدائی یہ دُعائیں کرتے ہیں
اے خُدا حفاظت سے حاجیوں کو لے آنا

☆☆☆

پہلا سبق یہی تو ہے دینی جہاد کا
مذہب نہیں ہے کوئی بھی آتنک واد کا
امن و سکوں کی ہوتی ہے گفتگو تمام
مجلس میں ذکر ہوتا رہے اتحاد کا

☆☆☆

کل کی ہے بات آج بھی کل کی کتاب میں
سب کچھ لکھا ہوا ہے عمل کی کتاب میں

☆

تبلیغِ دین کے لیے کاوش ہو دور تک
دیکھو اِسی یقین کی بارش ہو، دور تک

ڈھل جائے نیکیوں میں مُسافر کا ہر قدم
راہِ خُدا میں بس یہی خواہش ہو، دور تک

ٹھنڈی ہوائیں چلنے لگیں دیں کی اس طرح
بُجھنے لگے جو کُفر کی آتش ہو، دور تک

ہر آدمی کے دِل میں ہو انسانیت کا پاس
اہل یقین و عزم کی کوشش ہو، دور تک

قرآں کی آیتوں سے فضا گونجتی رہے
میرے خُدا کرم کی نوازش ہو، دور تک

کیا خوب ہو جو شرک سے توبہ کرے یہاں
میری دُعا ہے اب نہ یہ لغزش ہو دور تک

آزادیٔ خیال ہو ثروتؔ جہان میں
لیکن نئے سماج پہ ، بندش ہو دور تک

☆☆☆

منزل

بیتے ہوئے لمحوں کی ہر اِک بات کریں گے
جنّت میں بزرگوں سے ملاقات کریں گے

مِل جُل کے وہاں کھائیں گے ہم میوۂ فردوس
بہتی ہوئی نہروں میں سفر ساتھ کریں گے

مومن کے لیے آگ کے شعلے نہیں ہونگے
جنّت میں بھی ایمان کی برسات کریں گے

قرآن سے حق ہم کو ملا شکرِ خُدا ہے
سجدوں میں بسر خُلد کے دن رات کریں گے

خوشیوں سے وہاں جب بھی ملے گی ہمیں فرصت
حوروں سے فرشتوں سے بھی کچھ بات کریں گے

اصحابِ محمدؐ تو کبھی آلِ محمدؐ
پاکیزہ مناظر میں، مناجات کریں گے

کامل ہے یقیں دیکھئے ہم پیارے نبی سے
حسنینؑ کے صدقے میں ملاقات کریں گے

عُقبیٰ کی نظر آئے گی منزل ہمیں ثروتؔ
دُنیا میں اگر دین کی خدمات کریں گے

☆☆☆

❁

گلستاں اور گلستاں کے پھول کیا کہنے
رسولِ پاکؐ یہ آلِ رسولؐ کیا کہنے

ہے میرے عزم کا مرکز ، پہاڑ مکہ کے
مجھے عزیز مدینے کی دھول کیا کہنے

میں بھول جاؤں جہاں کو تیری محبت میں
میرے نصیب میں آئے وہ بھول کیا کہنے

نبیؐ نے دیدیے قرآن و اہلِ بیتؑ ہمیں
ہے اس عطا سے خدا کا حصول کیا کہنے

فقیر و شاہ کو یکجا کھڑا کیا صف میں
یہ دین حق کے سنہری اُصول کیا کہنے

ہیں جسم و روح معطر عجیب ہے خوشبو
نثار در پہ ہیں اشکوں کے پھول کیا کہنے

کروں وہ سجدہ کہ اُٹھنے سے پہلے اے ثروتؔ
ہو بارگاہِ خدا میں قبول کیا کہنے

☆☆☆

رَحل سجاؤ اور آگے جُزدان رکھو
پڑھنے والو ، پڑھنے کو قرآن رکھو

جس پر فخر کرے ساری نسلِ آدم
اپنی آنکھوں میں ایسا انسان رکھو

شمع حقیقی دل کو روشن کردے گی
راہِ حق پر مستحکم ایمان رکھو

احسانوں کا بدلہ احساں ہوتا ہے
یاد ہمیشہ اللہ کا فرمان رکھو

رزق اپنا مہمان لیے خود آتا ہے
مہمانوں پہ تنگ نہ دسترخوان رکھو

جس نے ہم کو سجدہ کرنا سکھلایا
اُس کی چوکھٹ پر سَر رکھو۔ جان رکھو

درگاہوں سے اِک رشتہ ہے ماضی کا
ثروتؔ پُرکھوں کی عظمت کا مان رکھو

☆☆☆

رسولِ پاکؐ کا یہ احترام دیکھو تو
خدا کے بعد ہے ان کا مقام دیکھو تو

وہ ذاتِ پاکؐ کہ جس کے وجود کے دَم سے
سنور رہا ہے جہاں کا نظام دیکھو تو

ہے تخت و تاج حکومت سب ان کی ٹھوکر میں
ہیں بادشاہ بھی ان کے غلام دیکھو تو

نبیؐ کے فیض سے آساں ہوئی ہر اِک مُشکل
بنے تمام جو بگڑے تھے کام دیکھو تو

یہ لاکھوں سینوں میں محفوظ ہوتا آیا ہے
نبیؐ کے بعد خدا کا کلام دیکھو تو

خدا کی ذات کو پہچان ہی لیا میں نے
میں بن گیا ہوں نبیؐ کا غلام دیکھو تو

مقام فخر ہے ثروتؔ بہ فیض نعتِ رسولؐ
ہے مدح خوانوں میں میرا بھی نام دیکھو تو

☆☆☆

خدا کے سامنے سَر کو جھکا کے تذکرے کرنا
محمد مصطفٰے صلِ علیٰ کے تذکرے کرنا

نہ رہبر کے کسی نہ رہ نُما کے تذکرے کرنا
رسول ہاشمیؐ کے نقشِ پا کے تذکرے کرنا

عقیدت کے چراغوں کو جلا کے تذکرے کرنا
شبِ آخر محمدؐ کی دُعا کے تذکرے کرنا

ہر اِک تفسیر ہوتی جائے گی روشن نگاہوں میں
کلامِ پاک سینے سے لگا کے تذکرے کرنا

علاجِ درد کو خاکِ درِ سرکارؐ کافی ہے
طبیبوں کو تو آتا ہے دوا کے تذکرے کرنا

درو دیوار پہ کرنیں بکھر جائیں گی ایماں کی
بہت اچھا ہے گھرِ حمد و ثنا کے تذکرے کرنا

ہر اِک مشکل یقیناً ہو گی آساں اُس کے صدقے میں
مصیبت میں صدا مُشکل کشا کے تذکرے کرنا

ہزاروں چاند، سورج روشنی کے ساتھ اُتریں گے
اندھیرے میں ذرا غارِ حرا کے تذکرے کرنا

فضاؤں میں بکھر جائے گی پھر خوشبوئے حق ثروتؔ
وطن میں بھی مدینے کی فضا کے تذکرے کرنا

☆☆☆

آپ کا ذکر ہے ایمان رسولِ عربی
زندگی آپؐ پہ قربان رسولِ عربی

آج بھی آخری خطبے کا سماں ہے تازہ
میں نے دیکھا ہے وہ میدان رسول عربی

اہلِ بیت اور صحابہ کا جسے عکس ملا
وہ ہی چڑھتا گیا پروان رسولِ عربی

اُس کی آنکھوں میں ہیں الفاظ ستاروں کی طرح
جس کے ہاتھوں میں ہے قرآن رسولِ عربی

آپؐ کی نسل جو بیٹی سے چلی قائم ہے
مرحبا زہرہؓ ذیشان رسولِ عربی

آپؐ کے گنبدِ سر سبز کی ہریالی سے
تروتازہ ہے گلستانِ رسولِ عربی

اُن کی آنکھوں سے کوئی چیز نہیں چُھپ سکتی
ہے جنہیں آپؐ کا عرفان رسولِ عربی

آپؐ کے فیض سے روشن ہیں زمانے بھر میں
ہند کے سارے بزرگان رسولِ عربی

ہر نفس آپؐ کی چوکھٹ پہ نظر رکھتے ہیں
ساری دُنیا کے مسلمان رسولِ عربی

دید کا اپنی شرف مجھ کو عطا کر دیجے
میں مدینے میں ہوں مہمان رسولِ عربی

کوئی مُشکل ہو مجھے آپؐ بچالیتے ہیں
آپؐ ہیں میرے نگہبان رسولِ عربی

اُس کو دانائی ملے نظرِ کرم سے کہ ابھی
دل تو ثروتؔ کا ہے نادان رسولِ عربی

☆☆☆

اساس تشنہ لبی کی حضور رکھ لینا
سفر پہ جاؤ تو پانی ضرور رکھ لینا

بصیرتوں پہ جو خدشہ ہو گرد جمنے کا
تو پھر نگاہ میں اِک کوہِ طور رکھ لینا

عظیم تحفہ ہے اے حاجیوں وطن کے لیے
جو حج سے آؤ تو زم زم ، کھجور رکھ لینا

نبیؐ کے شام و سحر میں کہاں یہ ممکن تھا
علیؑ کے بچوں کو نظروں سے دور رکھ لینا

ہمیشہ لب سے محمدؐ کا نام لے لے کر
سکون قلب کا، دل کا سرور رکھ لینا

یہاں زباں کی نہیں آنسوؤں کی حاجت ہے
درِ رسولؐ پہ اتنا شعور رکھ لینا

ہر اک مقام پہ ثروتؔ یہ کام آتا ہے
اندھیری شب میں نمازوں کا نور رکھ لینا

☆☆☆

”تنبیہہ“ نظم

ملکِ اسلام کے اے دوست بری بات نہ کر
مجھ سے اسلام کے فرقوں پہ سوالات نہ کر

میں مسلمان ہوں بھارت کا مرے قول الگ
میرے ایثار و محبت کے سبھی بول الگ
میری تہذیب کی اخلاق کی ہر تول الگ
میرے حالات الگ ہیں مرا ماحول الگ
اپنی باتوں سے تو مشکل مرے حالات نہ کر
مجھ سے اسلام کے فرقوں پہ سوالات نہ کر

ہیں الگ شرک کے بدعت کے تقاضے اے دوست
میری رسمیں ہیں محبت کے تقاضے اے دوست
اور ہیں قوم کے ملت کے تقاضے اے دوست
مجھ کو معلوم ہیں حکمت کے تقاضے اے دوست
تو بزرگوں کی بصیرت پہ اشارات نہ کر
مجھ سے اسلام کے فرقوں پہ سوالات نہ کر

سر بہ خم آج رہِ عدل نظر آئے گی
دیکھ مایوس نئی نسل نظر آئے گی
غم کی تصویر۔ جو ہے اصل نظر آئے گی
آئینہ دیکھ تجھے شکل نظر آئے گی

اس حقیقت کو تو پہچان شکایات نہ کر
مجھ سے اسلام کے فرقوں پہ سوالات نہ کر

دشتِ ظلمات میں ایماں کے علم دار ہیں ہم
عہد تاریک میں اک نور کا مینار ہیں ہم
کون کہتا ہے کہ مشرک ہیں سیہ کار ہیں ہم
اپنے اسلاف کی عظمت کے طرفدار ہیں ہم

عزم و ہمت کی وراثت پہ تو شبہات نہ کر
مجھ سے اسلام کے فرقوں پہ سوالات نہ کر

میں نہیں چاہتا تو جبہ و دستار اٹھا
ہے جو خود دار تو اٹھ اور سرِ خود دار اٹھا
ذہن کو اپنے جگا پرچم افکار اٹھا
وقت پڑ جائے تو۔ پھر ہاتھ میں تلوار اٹھا

قوم کو اور تو مائل بہ خرابات نہ کر
مجھ سے اسلام کے فرقوں پہ سوالات نہ کر

کون کہتا ہے کہ تو کفر کے زندان میں آ
تو جو انساں ہے تو پھر جامۂ انسان میں آ
دین و دنیا لئے کردار کے ایوان میں آ
تنگ گوشوں سے نکل کر ذرا میدان میں آ

بند کمروں میں تو خاموش مناجات نہ کر
مجھ سے اسلام کے فرقوں پہ سوالات نہ کر

عظمتیں پائی تصور میں خدا سے بھی ملے
راہ مذہب کی ملی پیار کے رشتے بھی ملے
ہم کو عربوں کے قبیلوں کے تقاضے بھی ملے
دینِ حق ہم کو ملا ساتھ میں فرقے بھی ملے

منتشر اور مرے فکر و خیالات نہ کر
مجھ سے اسلام کے فرقوں پہ سوالات نہ کر

یہ نہ کہہ راہ سے بھٹکے ہیں سراسر فرقے
روشنی علم کی دیتے رہے گھر گھر فرقے
اپنے ماحول کے عکاس ہیں اکثر فرقے
قولِ سرورؐ ہے مسلماں کے تہتر فرقے

فکر یہ فرقہ پرستی کی تو دن رات نہ کر
مجھ سے اسلام کے فرقوں پہ سوالات نہ کر

ہر نفس بڑھتی ہی جاتی ہے یہاں تاریکی
اہلِ ایماں کو فضا چاہئے بیدار ی کی
کاش ہوجائے تری فکر میں یہ باریکی
بات فرقے کی ضروری ہے کہ خودداری کی

بے سبب ذہن میں پیدا نئے خدشات نہ کر
مجھ سے اسلام کے فرقوں پہ سوالات نہ کر

آج بدلے ہوئے حالات سمجھ لے ناداں
سامنے ہیں کئی خدشات سمجھ لے ناداں
عہدِ ماضی کی روایات سمجھ لے ناداں
وقت کی نبض پہ رکھ ہاتھ سمجھ لے ناداں

تنگ نظری کی کوئی مجھ سے خرافات نہ کر
مجھ سے اسلام کے فرقوں پہ سوالات نہ کر
میں مسلمان ہوں بھارت کا مری بات نہ کر

آج دنیا میں جو توہین ہے رسوائی ہے
ہم نے یہ اپنے گناہوں کی سزا پائی ہے
غم نہیں ہم کو جہاں سارا جو سودائی ہے
ہم نے ہر حال میں جینے کی قسم کھائی ہے

ہے یقیں حق پہ ہمارا ہے تو انجام بخیر
انشاء اللہ تمام عالمِ اسلام بخیر

(جناب عثمانی فاروقی (سینئر پروجیکٹ مینجر جدہ سعودی عرب) نے یہ نظم شائع کر کے تقسیم کرائی۔

ثروت زیدی

بھوپالی

☆☆☆

عجیب شان سے با احترام آئے ہیں
کہ شاخ گل لیے رن میں امام آئے ہیں

بکھرتے دیکھا جو ایمان و حق کا شیرازہ
تو لے کے دیں کا مکمل نظام آئے ہیں

یہ کوئی فوج ہے یا قافلہ محبت کا
کہ ساتھ ماؤں کے بچے تمام آئے ہیں

سروں پہ اُن کے نہیں کوئی سایہ دار شجر
وہ چھوڑ کر کے جودارالسلام آئے ہیں

اَجل کا جام پیا دین حق کے میداں میں
عدو کے تیر جو پیاسوں کے نام آئے ہیں

کوئی بچا نہیں اب سَر پہ ہاتھ رکھنے کو
خدا کی راہ میں اپنے ہی کام آئے ہیں

ستم ہوں لاکھ مگر دین پر چلو ثروتؔ
یہی پیام لیے تشنہ کام آئے ہیں

☆☆☆

ایمان ملا ہم کو، فیضان نبیؐ کا ہے
ہم خاک نشینوں پر احسان نبیؐ کا ہے

ہم جادۂ ہستی سے گم گشتہ نہیں ہوں گے
جب راہ نما اپنا، قرآن نبیؐ کا ہے

بے کس کے وہی کس ہیں، بے بس کے وہی بس ہیں
ہے آس غریبوں کی ، احسان نبیؐ کا ہے

کیسی بھی مصیبت ہو یا کوئی بھی مشکل ہو
محفوظ میں رہتاہوں فیضان نبیؐ کا ہے

اللہ کا مہماں ہے خوش بخت مسلماں وہ
جو آئے مدینہ میں مہمان نبیؐ کا ہے

یہ دینِ مکمل ہے آمد سے محمدؐ کی
فرمانِ خدا کا ہے اعلان نبیؐ کا ہے

رحمت یہ خدا کی ہے اس دورِ پریشاں میں
سَر پہ جو مرے ثروتؔ دامان نبیؐ کا ہے

☆☆☆

ذہنوں کے اندھیروں کو مدینے سے جلا دو
تم ڈوبتے لوگوں کو سفینے سے ملا دو

دشمن کو کرو معاف، ہے تعلیمِ محمدؐ
آپس میں جو رنجش ہے وہ سینے سے مٹا دو

قرآن و احادیث سجالیجئے دل میں
یہ مشورہ لوگوں کو قرینے سے ذرا دو

اِک ماں کے لیے دائی حلیمہ کا تصور
روتا ہوا بچہ کوئی سینے سے لگا دو

تم جو بھی یہاں مانگو مل جائے گا اے ثروتؔ
یہ در ہے محمدؐ کا قرینے سے صدا دو

☆☆☆

اُسی کے دن ہیں جہاں میں اُسی کی راتیں ہیں
لبوں پہ جس کے رسولِ خُدا کی باتیں ہیں

حبیبِ رب بھی، شفیع اُمَم بھی ، سرور بھی
اُس ایک ذات میں پوشیدہ کتنی ذاتیں ہیں

یہی سبب بھی یہی مالکِ جہاں بھی ہیں
اس اِک دیار پہ قربان کائناتیں ہیں

یہ مشورہ ہے کہ قرآں کی روشنی میں چلو
قدم قدم پہ زمانے میں وارداتیں ہیں

رسولِ پاکؐ کی مدحت کا فیض ہے ثروتؔ
کہیں پہ حمد خدا ہے کہیں پہ نعتیں ہیں

☆☆☆

روشنی

خدا کے بعد محمدؐ ہیں یہ قرینہ ہے
میری نگاہ میں مکہ کبھی مدینہ ہے

نبیؐ کی یاد میں چھلکی ہیں اس لیے آنکھیں
نبیؐ کے عشق سے لبریز میرا سینہ ہے

یہ اہلِ بیت و صحابہ ہیں ناخُدا میرے
نہیں ہے خوف بھنور میں اگر سفینہ ہے

میں کربلا کی طرف دیکھتا ہوں عظمت سے
رہِ نجف بھی تو اِک معرفت کا زینہ ہے

دمشق میرے لیے ہے مقام مہرو وفا
وہاں بلال ہیں زینب سا اِک نگینہ ہے

یہ قاہرہ و علی گڑھ یہ مشہد و بغداد
کہیں بزرگ کہیں علم کا خزینہ ہے

دیار ہند سے تکتا ہوں سبز گنبد کو
بہ فیضِ عشق بصیرت کا یہ قرینہ ہے

خُمار کیسا ہے مجھ کو سُرور ہے کیسا
شرابِ عشق تو اجمیر جا کے پینا ہے

نظر میں رکھنا ہے تہذیب ہند اے ثروتؔ
نظامؔ کے لیے خسروؔ سا بن کے جینا ہے

☆☆☆

✿

صدیوں سے آج تک ہے روایت کی بازگشت
لپٹا ہوا ہے آدمی اپنی زمین سے
گہری بہت ہے ہند میں تہذیب کی جڑیں
ہم نے سبق لیا ہے بزرگانِ دین سے

☆☆☆

وہ بادشاہِ وقت و بزرگانِ دین سب
ماہر تھے اپنے اپنے فنِ بے نظیر میں
پچپن کروڑ آئینہ دیں میں دیکھیے
اسلام کی بہار ہے برِّ صغیر میں

☆☆☆

منقبت

جن بزرگوں سے ہمیں اپنا پتا ملتا ہے
اُن کے صدقے ہی تو یہ قُربِ خدا ملتا ہے

ہم نے دیکھے ہیں بہت زیست میں اللہ والے
اِن کا انداز مگر سب سے جُدا ملتا ہے

اُن کی چوکھٹ کی بلندی ہے خُدا کو معلوم
سَر ملائک کا بھی اس در پہ جھُکا ملتا ہے

بے نیازی کا یہ عالم ہے کہ اللہ اللہ
جس قدر کیجئے طلب ، اس سے سوا ملتا ہے

اُن کی چوکھٹ کے گداؤں کا عجب ہے عالم
جو بھی چھوٹے سے ہو چھوٹا وہ بڑا ملتا ہے

کسی سائل کو یہ مایوس نہیں کرتے ہیں
ہر طلب گار اِسی در پہ پڑا ملتا ہے

اُن کے دربار میں ہے جو دوسخا کی بارش
خالی دامن بھی عنایت سے بھرا ملتا ہے

فیض ہے میرے بزرگوں کا خدا والوں کا
وادیٔ ہند میں ایمان کھرا ملتا ہے

ہر شہنشاہ نے دربار میں یہ مان لیا
بزمِ دُرویش میں پیغامِ خدا ملتا ہے

اُس کا لہجہ ہے زباں ہے نہ تلفظ ثروتؔ
جو یہ کہتا ہے ادب سے ہمیں کیا ملتا ہے

☆☆☆

معصوم عبادت گذار

امن قائم ہو زمینوں پہ دعا کرتے ہیں
یہ پرندے جو ہواؤں میں اڑا کرتے ہیں
چہچہاتے ہیں کہ ہم بھی ہیں اسی کی مخلوق
آب و دانے کے لئے حمد خدا کرتے ہیں
گھونسلہ بُنتے ہیں نسلوں کی حفاظت کے لئے
اپنے بچوں کو سدا پیار دیا کرتے ہیں
یاد ہے مقصد خلقت بھی سبھی کو اپنا
جو بھی خالق نے دیا کام کیا کرتے ہیں
سر کو خم رکھتے ہیں یہ حکم خدا کے آگے
ایک ہی طور یہ صدیوں سے جیا کرتے ہیں

جس کا جو کام ہے کرتے ہیں فرشتوں کی طرح
یہ ستاتے ہیں کسی کو نہ خطا کرتے ہیں

پاک ہیں جتنے پرندے وہ خدا کی خاطر
دیکے قربانیاں انساں کا بھلا کرتے ہیں

بندگی نفس کے بدلے میں ملی ہے ان کو
صبح صادق یہ عبادت کو اٹھا کرتے ہیں

ہاں یہ افسوس کی جا ہے کہ برائے ثروتؔ
دستِ انسان میں یہ قید رہا کرتے ہیں

خوں میں ڈوبے ہوئے غمگین کبوتر ثروتؔ
کربلا والوں کے پیغام دیا کرتے ہیں

☆☆☆

ایمان کی عظمت کا وہ سودا نہیں کرتے
جو رب کی ہدایات کو بھولا نہیں کرتے

کافی ہے ہمیں شمع نبوت کا اُجالا
ہم چاند ستاروں کی تمنّا نہیں کرتے

جس سمت نہیں ، گنبدِ خضرا کے نظارے
واللہ اُدھر ہم کبھی دیکھا نہیں کرتے

اُن کو کبھی ملتی نہیں ایمان کی دولت
اَشکوں سے جو دامن کو بھگویا نہیں کرتے

یہ زلزلے، امراض، یہ سیلاب، وہ دیکھیں
اللہ پہ جو لوگ بھروسہ نہیں کرتے

ثروتؔ یہ بحث اور یہ تکرار و عداوت
جو لوگ یہ کرتے ہیں وہ اچھا نہیں کرتے

ذہنوں میں نہ لے کے حُسن عقیدت فقط ملو
پاکیزگی ہو دل میں گلے باصحت ملو
آنکھوں میں بندگی کے اُجالے لیے ہوئے
مجلس میں جب ملو تو فرشتہ صفت ملو
تاکہ یہ ہو کہ جب بھی ملیں پیار سے ملیں
سب عکس دین کے تیرے کردار سے ملیں

☆☆☆

سحری و افطار و روزہ کامرانی دیکھئے
سب عقیدوں پہ ہے رنگِ آسمانی دیکھئے
ہر طرح کی نعمتیں ہیں ہر دُعا مقبول ہے
خوب سیرت مومنوں کی زندگانی دیکھئے
اُس کے در پہ خُلد کا دروازہ کھلوایا گیا
روز ہ داروں کا جہاں بھی روزہ کھلوایا گیا

☆☆☆

اسلام کے چمن میں امامِ حسنؓ بھی ہیں
پھولوں کی انجمن میں امامِ حسنؓ بھی ہیں
کافی ہے اِس قدر ہی ہمیں عظمتِ یقیں
شامل جو پنجتن میں امامِ حسنؑ بھی ہیں

☆☆☆

ماہِ رمضان کے جو چاہنے والے ہوں گے
اُن کی تقدیر میں جنّت کے اُجالے ہوں گے
اے خُدا روزِ قیامت ہو کرم بندوں پر
تیرے بندے تیری رحمت کے حوالے ہوں گے

☆☆☆

ہر وقت ہے زباں پہ مری پنجتن کی بات
احمد، علی و زہرا، حُسین و حسن کی بات
خوشبوئے اہلِ بیت ہے اِس میں ورق ورق
قرآن میں بھی ہم کو ملی اِس چمن کی بات

☆☆☆

بغیر غم کے ہر انساں اُداس رہتا ہے
وہ خوش نصیب ہے غم جس کے پاس رہتا ہے

☆☆☆

ماہِ رمضان کی برکات ہیں ایمانوں میں
پھول کھلتے ہیں عقیدت کے گلستانوں میں

اپنے مذہب کو ذرا تولیے دینِ حق سے
ہے ضرورت اِسی تعلیم کی اِنسانوں میں

ننھے بچے بھی رکھا کرتے ہیں روزے اکثر
ہے یہی عزم کی تمثیل مسلمانوں میں

وقت ہو جائے تو پھر کھولیے روزہ پہلے
اور نمازیں ہوں سبھی شوق سے رمضانوں میں

آج کتنے ہیں نمازی وہاں اور روزہ دار
دیکھئے آپ ذرا جاکے عزا خانوں میں

ہم کو اللہ نے بخشی ہے عطا لفظوں کی
ہم بھی شامل ہیں ہدایت کے دبستانوں میں

جن کے ذہنوں میں ہے اک شمع محبت ثروتؔ
بس وہ ہی لوگ ہیں اسلام کے پروانوں میں

☆☆☆

برکتِ رمضان

وقت پر سحری ہے دیکھو، وقت پر افطار ہے
زندگی رمضان میں ،اِک لذّتِ ایثار ہے
جو بھی مومن ہے جہاں میں صاحبِ کردار ہے

وقت پر ساری نمازیں وقت پر ہے کام بھی
اُلجھنیں بھی مشکلیں بھی وقت پر آرام بھی

انتظارِ صبح ہم کو، انتظارِ شام ہے
ہر قدم پر زندگانی اِک اُصولی نام ہے

پڑھ رہے ہیں ہم حدیثیں وقت پر قرآن بھی
اہلِ مسلم ہم نوا اور اہلِ ہندوستان بھی

ہم خیال و ہم نوالہ ہم پیالہ ہو گئے
دل میں جو بھی وسوسے تھے وہ فضا میں کھو گئے

اس مہینے کی ہے برکت دیکھ لیجے صبح و شام
غیر مسلم بھی ہمارا کر رہے ہیں احترام

اہلِ امریکا و رشیہ، اہلِ انگلستان بھی
دین کو سمجھیں گے اک دن منکرِ ایمان بھی

بوڑھے بچے اور جواں گھر کے ہیں خوش رمضان بھر
کیا سجاتی ہیں ڈشیں خواتین دسترخوان پر

ہو رہی ہیں اس مہینے عید کی تیاریاں
عطر، کپڑے، شیروانی اور مہندی، چوڑیاں

یہ دُعا ہے قوم اپنی پھر جیے گی شان سے
وقت کی پابند ہوگی دل سے اپنی جان سے

برکتِ رمضان سے ہاں عظمت رمضان سے

سال بھر گر جی لیے ثروتؔ اسی انداز سے
پھیلتا جائے گا دینِ حق نئی پرواز سے

☆☆☆

متفرق اشعار

اَشک بہتے ہیں میرے بہنے دو
مجھ کو نعت رسولؐ کہنے دو

☆

نقوشِ پائے محمدؐ کا فیض ہے اِس پر
زمین کرتی ہے حرکت مگر نہیں کرتی

☆

انداز ہر سماج کے جینے کے اور تھے
مکہ کے لوگ اور مدینے کے اور تھے

☆

نوازے جاتے ہیں انسان آستانوں میں
چراغ ہوتے ہیں روشن غریب خانوں میں

☆

عشق ہے اس میں حسن ہے اس میں ایمانی جذبات بھی ہیں
تاج محل کی دیواروں پر قرآنی آیات بھی ہیں

کچھ نقشِ قدم نور سے لپٹے ہوئے ہر سو
مکہ سے مدینے کی طرف دیکھ رہا ہوں

مزدلفہ کے جلوے کبھی عرفات کے منظر
مِنٰی کے قرینے کی طرف دیکھ رہا ہوں

دو ایڑیاں معصوم سی جلتی ہوئی رُت میں
زم زم تیرے زینے کی طرف دیکھ رہا ہوں

☆☆☆

دُنیا گئی ہے آگے ترقی کے موہ میں
اور ہم لگے ہوئے ہیں عقیدوں کی ٹوہ میں
سلجھیں گے کس طرح سے مسائل حیات کے
اُلجھے پڑے ہیں ہم ابھی اپنے گروہ میں

☆☆☆

زندگی سے یوں صحت کا ربط ہے
جاگتی بیماریاں سوتی رہیں
شوق سے پڑھتے رہیں مومن نماز
گاہے گاہے مجلسیں ہوتی رہیں

☆☆☆

۞

گنگ و جمن ملی تو کہیں نرمدا ملی
ساحل پہ دین و دھرم کی راہِ وفا ملی
ثروتؔ غمِ حسین سے ناتا اٹوٹ ہے
بھارت کی ہر ندی پہ ہمیں کربلا ملی

☆☆☆

کربل میں یہ کہا تھا امامِ حسینؑ نے
خواہش ہے جاؤں ہند میں امن و امان سے
اللہ کو یہ بات پسند آئی . اِس طرح
تبلیغِ حق ہوئی ہے اسی خاندان سے

☆☆☆

دینِ نبیؐ میں بات ہے دونوں جہان کی
خوشبو ہے ہر مقام پہ اس گلستان کی
رشتہ حُسین سے ہے بزرگانِ دین کا
تاریخ کہہ رہی ہے یہ ہندوستان کی

☆☆☆

خواب کیسے بھی ہوں تعبیر نکالی جائے
اور تعبیر سے تاثیر نکالی جائے
دین و دُنیا کے تقاضے ہوں برابر پورے
کامیابی کی وہ تدبیر نکالی جائے

☆☆☆

جس کے دونوں جانب ہیں پنجتن کے گُل بوٹے
راستہ وہ ملتا ہے عاقبت کی منزل سے
جانے کس لیے اُن کے اشک بہنے لگتے ہیں
لوگ جب گزرتے ہیں کربلا کے ساحل سے

☆☆☆

❁

حُسینی غم کو اصغر کا دلاسہ یاد آتا ہے
سجائے مُسکراہٹ لب پہ پیاسہ یاد آتا ہے
وہ جس نے راہِ حق میں کم سنی قربان کر ڈالی
رسولِ پاکؐ کا وہ پر نواسہ یاد آتا ہے

☆☆☆

جس باغ کے پھولوں میں ہو خوشبوئے محبت
اُس باغ کا ہر کوئی تو مالی نہیں ہوتا
ہر وقت بھرا رہتا ہے عُشاق سے ثروتؔ
دربارِ حُسینؑ کبھی خالی نہیں ہوتا

☆☆☆

پکّے لوگوں کا عقیدہ بھی بہت کچّا ہے
کوئی جھوٹا ہے زمانے میں کوئی سچّا ہے
اِس طرح کرتے ہیں ہر قوم کو رُسوا اکثر
وہ فلاں قوم کا ہے شخص مگر اچھا ہے

☆☆☆

کہنے کو خاندان میں رشتوں کا جال ہے
ہر آدمی کو اپنا بنانا محال ہے
لیکن ہمارا دین یہ کہتا ہے مومنوں
جو شخص مُتّقی ہے وہی بے مثال ہے

☆☆☆

میں بھوک و پیاس کی شدّت کو دور رکھوں گا
بروز حشر میں روزہ ضرور رکھو ں گا
سمجھنا چاہیئے نیکی، بدی میں فرق مجھے
بھلے بُرے کا جہاں میں شعور رکھوں گا

☆☆☆

رشتے داریاں

بے لوث و پُر خلوص کھری رشتے داریاں
اِک خواب بن گئی ہیں سبھی رشتے داریاں

وہ پُر وقار اپنے بزرگوں کی عظمتیں
آتی ہیں یاد دل میں بسی رشتے داریاں

میرے خدا مجھے وہی احساس بخش دے
زندہ تھیں جس طرح سے کبھی رشتے داریاں

احساسِ کمتری کی فضاؤں میں ڈوب کر
ٹوٹی ہوئی ہیں آج کئی رشتے داریاں

بُغض و حسد نے کاٹ دیے قربتوں کے پیڑ
غیروں سی لگ رہی ہیں سگی رشتے داریاں

جنت کسے ملے گی کسی کو پتا نہیں
دوزخ بنی ہوئی ہیں ابھی رشتے داریاں

علم و ہُنر ہی دے گا اُنہیں اعتمادِ وقت
جب ہم سے چُھپ رہی ہوں کُھلی رشتے داریاں

کیا کیا نبھا گئے ہیں مصیبت کے باوجود
وہ کربلا میں آلِ نبیؐ رشتے داریاں

ثروتؔ یہ کہہ رہی ہے جماعت نماز کی
قائم ہیں مومنوں میں ابھی رشتے داریاں

☆☆☆

جو بتائی ہے تمھیں راہ بزرگوں نے سدا
اپنے بچوں کو اُسی طرز پہ پالا جائے
دیکھ کر سیرتِ سرکارِ دو عالم ثروتؔ
اپنا گرتا ہوا کردار سنبھالا جائے

☆☆☆

andgi ke Baad Bhi

یہ محمد مصطفیٰؐ سے عاشقی کا فیض ہے
عشق بڑھتا جا رہا ہے عاشقی کے بعد بھی



Sarwat Zaidi
Bhopali

وہ بادشاہِ وقت و بزرگانِ دین س
ماہر تھے اپنے اپنے فنِ بے نظیر
پچپن کروڑ، آئینۂ دیں، میں دیک
اسلام کی بہار ہے بر صغیر